[1996] سپریم کورٹ رپوٹس7.S.C.R

ازعدالت عظمی

ڈاکٹر عبد الحمید فضلی اور دیگر

بنام

آدم ملک خان اور دیگران

8اکتوبر 1996

[کے رامسوامی اور جی بی پٹنا ئک ،جسٹسز]

علی گڑھ مسلم یونیورسٹی ایکٹ،:1920

دفعہ 29–لیکچرر کے عہدے پر انتخاب–لیکچرر کے ایک مستقل عہدے پر انتخاب کے لیے اشتہار جاری–سلیکشن کمیٹی نے انتخاب کیا اور اس عہدے کے خلاف استعداد میں کام کرنے والے ایک عارضی لیکچرار کا انتخاب کیا۔–کمیٹی نے مزید تین افراد کا انتخاب کیا اور انہیں محفوظ فہرست میں رکھا–فہرست میں سیریل نمبر 1 پر موجود شخص کو بعد میں مقرر کیا گیا–تقرری کو للکار کیا گیا–عدالت عالیہ نے فیصلہ دیا کہ یونیورسٹی کی طرف سے محفوظ فہرست تیار کرنے اور ریٹائرمنٹ وغیرہ کی وجہ سے پیدا ہونے والی آسامیوں کو پر کرنے کے لیے اسے زندہ رکھنے کے لیے اپنایا گیا طریقہ کار دفعہ 29(2)(اے) کی خلاف ورزی ہے–ہائی کورٹ کی طرف سے لیا گیا نقطہ نظر بالکل قانونی اور غیر مستثنیٰ ہے–یونیورسٹی کو ہدایت کی گئی ہے کہ وہ عارضی آسامیوں کو بھی دفعہ 29 کے تحت طے شدہ طریقہ کار کے مطابق پُر کرے۔۔

اشوک کمار اور دیگر بنام چیئرمین بی ایس آر بی اور دیگر [1996] 1 ایس سی سی 283 یونین آف انڈیا بنام ایشور سنگھ کھتری، [1992] ایس سی سی (ایل اینڈ ایس) 999 اسٹیٹ آف بہار بنام سیکرٹریٹ اسسٹنٹ کامیاب امتحانات یونین، اے آئی آر (1994) ایس سی 736 اور پریم سنگھ اور دیگر بنام ہریانہ اسٹیٹ الیکٹ۔ بورڈ اور دیگر جے ٹی (1996) 5 ایس سی 219، پر انحصار کیا۔

ڈاکٹر اوما کانت اور ایک اور بنام ڈاکٹر بھیکا لال جین اور دیگر [1991] ضمیمہ 1 ایس سی آر 415، قابل اطلاق قرار دیا گیا۔

دیوانی اپیل کا عدالتی حد اختیار 1996: کی خصوصی اجازت کی درخواست (سی) نمبر 19827۔

1994 کے C.M.W.P نمبر 38618 میں الہ آباد ہائی کورٹ کے 4.9.96 کے فیصلے اور حکم سے

درخواست کنندگانوں کے لیے بمل رائے جاد

جواب دہندگان کے لیے وجے بہوگنا، ایم ایم اسرائیل اور میسر کی سنگیتا کمار

عدالت کا مندرجہ ذیل حکم دیا گیا:

یہ خصوصی اجازت عرضی الہ آباد عدالت عالیہ کے 4 ستمبر 1996 کو ایم سی ڈبلیو پی نمبر 38618 / 94 میں دیے گئے فیصلے اور حکم کے خلاف دائر کی گئی ہے۔

تسلیم شدہ موقف یہ ہے کہ علی گڑھ مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ کے شعبہ اسلامک اسٹڈیز میں اسلامک اسٹڈیز میں لیکچرر کی ایک مستقل اسامی کے لیے ایک اشتہار جاری کیا گیا تھا جس کے مطابق عرضی درخواست کنندگان 1، 3 اور 4، اسی شعبہ کے ریسرچ اسکالرز، درخواست کنندگان و دیگر نے انتخاب کے لیے درخواست دی تھی۔ یونیورسٹی کی تشکیل کردہ سلیکشن کمیٹی نے انتخاب کا انعقاد کیا اور ایک عارضی لیکچرر عبدالحمید فضلی کو منتخب کیا گیا اور 19 مئی 1994 کو مذکورہ خالی جگہ کے خلاف تعینات کیا گیا۔ اسی کمیٹی نے درخواست گزار سمیت مزید تین افراد کا انتخاب کیا اور انہیں محفوظ فہرست میں رکھا۔ جب عارضی خالی جگہ پیدا ہوئی تو درخواست گزار کو مذکورہ عہدے پر مقرر کیا گیا۔

مدعا علیہان نے عرضی گزار کی تقرری اور ایگزیکٹو کمیٹی اور سلیکشن کمیٹی کے محفوظ فہرست تیار کرنے اور علی گڑھ مسلم یونیورسٹی ایکٹ کے سلیکشن 29 کے تحت تجویز کردہ انتخاب کا سہارا لیے بغیر آسامیوں کے خلاف تقرری کے لیے محفوظ فہرست رکھنے کے اختیار پر سوال اٹھاتے ہوئے عدالت عالیہ میں عرضی درخوست دائر کی۔ عدالت عالیہ کے دو نفری بنچ نے فیصلہ دیا تھا کہ قرارداد آئٹم نمبر 58 کے تحت سفارش کے لیے کمیٹی تشکیل دینے کے لیے یونیورسٹی کی طرف سے اپنایا گیا طریقہ کار اور منتخب فہرست تیار کرنے اور ریٹائرمنٹ وغیرہ کی وجہ سے پیدا ہونے والی خالی آسامیوں کو پر کرنے کے لیے اس فہرست کو زندہ رکھنے کے لیے اس کمیٹی کی سفارش ایکٹ کی دفعہ 29 (2) (اے) کی خلاف ورزی ہے اور اس لیے قرارداد اور ایگزیکٹو کونسل کی کارروائی اختیارات سے بالاتر ہے۔ اس طرح یہ خصوصی اجازت کی درخواست

شری بمل رائے جاد، درخواست گزار کے فاضل وکیل، نے سرگرمی سے کہا کہ ہائی کورٹ کا نظریہ غلط ہے۔ دفعہ 29(2) ان آسامیوں کو پُر کرنے کے ہنگامی حالات کو پورا کرنے کے لیے تقرری کے لیے محفوظ فہرست کی تیاری پر پابندی نہیں لگاتا جو مستقل عہدے دار کے ڈیپوٹیشن پر جانے یا اس کی ریٹائرمنٹ وغیرہ کی وجہ سے گرے گا، انتخاب کا عمل ایک طویل وقت لینے والا ایک مشکل عمل ہوگا۔ امیدواروں کے انتخاب کے لیے اور اگر اسامیوں کو خالی رکھا گیا تو طلبہ برادری اپنی کلاسوں سے محروم ہو جائے گی۔ اس طرح کے ہنگامی حالات سے بچنے کے لیے ایگزیکٹو کونسل نے پالیسی کے طور پر عمل کرنے کے طریقہ کار کی سفارش کرنے کا فیصلہ کیا تھا جس کے مطابق اسامیوں کو پُر کرنے کے لیے امیدواروں کی ریزرو سلیکٹ لسٹ تیار کرنے کا فیصلہ کیا گیا تھا۔ چونکہ شعبہ اسلامک اسٹڈیز میں اسامی خالی تھی اس لیے درخواست گزار کی عارضی تقرری عمل میں آئی۔ ہائی کورٹ کے فیصلے کے بعد بھی یہ طریقہ کار اپنایا جا رہا ہے۔ 21 ستمبر 1996 کو یونیورسٹی کی دفتری کارروائی کے مطابق کئی محکموں میں عارضی تقرریاں ہوئیں اور اس لیے یہ نظریہ قانون میں درست نہیں ہے۔ اس کی حمایت میں، ماہر وکیل نے ڈاکٹر اوما کانت اور دیگر اور بمقابلہ ڈاکٹر بھیکا لال جین اور دیگر [1991] ضمنی 1SCR415

میں اس عدالت کے فیصلے پر انحصار کیا ہے۔

سوال یہ ہے کہ کیا عدالت عالیہ کا نظریہ قانونی طور پر درست نہیں ہے؟ ایکٹ کی دفعہ 29 درج ذیل ہے :

".29۔ اساتذہ کی خدمات کی شرائط وضوابط (1) یونیورسٹی یا اس کے کسی بھی ادارے کے تمام اساتذہ، اس کے برعکس کسی قرارداد کی عدم موجودگی میں، یونیورسٹی کے قوانین، آرڈیننس اور ضابطوں میں بیان کردہ خدمات کی شرائط وضوابط کے مطابق ہوں گے:

بشرطیکہ تنخواہ، پروویڈنٹ فنڈ میں شراکت کی شرح اور یونیورسٹی کی خدمت میں کسی استاد کی ریٹائرمنٹ کی عمر میں کوئی تبدیلی اس کے نقصان کے لیے نہیں کی جائے گی سوائے وزیٹر کی سابقہ منظوری کے۔

(2)(ا) یونیورسٹی میں اساتذہ کی مستقل آسامیوں پر تمام تقرریاں ایگزیکٹو کونسل کے ذریعے سلیکشن کمیٹی کی سفارش پر ان قوانین توضیعات کے مطابق کی جائیں گی جب ایسی آسامیوں کا باضابطہ طور پر اشتہار دیا گیا ہو اور متعلقہ امیدواروں کا انٹرویو سلیکشن کمیٹی کے ذریعے کیا گیا ہو، سوائے ان صورتوں کے جب ایسی کمیٹی انٹرویو کے علاوہ کسی امیدوار کے معاملے پر غور کرنے کا فیصلہ کرتی ہے۔ سوائے اس کے جو اس کے خدمت کے معاہدے میں دوسری صورت میں فراہم کیا گیا ہے، اس طرح منتخب ہونے والے ہر استاد کو ایک سال کی مدت کے لیے جانچ پڑتال پر رکھا جائے گا، جس کی مدت ختم ہونے پر اس کے عہدے پر تصدیق کی جاسکتی ہے۔ اگر اس کی اس طرح تصدیق نہیں ہوئی ہے، تو اس کی جانچ کی مدت جو ممکن ہو ختم ہو جائے گی یا اس کی جانچ کی مدت میں ایک سال کی توسیع ہو گی جس کے اختتام پر، اگر اس کے عہدے پر تصدیق نہیں ہوتی ہے، تو اس کی خدمات اس کی جانچ کی مدت میں توسیع کی مدت ختم ہونے کے بعد ختم کر دی جائیں گی :

بشرطیکہ، اگر یونیورسٹی کی مستقل خدمت میں کسی شخص کو اسی محکمے میں اعلی عہدے پر جانچ پڑتال پر مقرر کیا جاتا ہے، تو وہ اپنے اصل عہدے پر اپنا واجب الاداحق نہیں کھوئے گا، اور نہ ہی وہ چھٹی کے قواعد اور پروویڈنٹ فنڈ کی حیثیت کے فوائد سے محروم رہے گا جس کا وہ اپنے جانچ پڑتال کی مدت کے دوران اعلی عہدے پر تقرری کے وقت حقدار تھا:

بشرطیکہ جانچ پڑتال پر مقرر کردہ استاد کی خدمت جانچ پڑتال کی مدت کے دوران کسی بھی وقت بغیر کوئی وجہ بتائے دو ماہ کا نوٹس دے کر ختم کی جاسکتی ہے۔

(ب) اساتذہ کے عہدوں پر عارضی تقرری کرنے میں—

(i) اگر عارضی خالی جگہ ایک تدریس سیشن سے زیادہ مدت کے لیے ہے، تو اسے سلیکشن کمیٹی کے مشورے پر سابقہ آئٹم (اے) میں بتائے گئے طریقہ کار کے مطابق پر کیا جائے گا۔ اور

(ii) اگر عارضی خالی جگہ ایک سال سے کم مدت کے لیے ہے تو اس طرح کی خالی جگہ پر تقرری مقامی سلیکشن کمیٹی کی سفارش پر کی جائے گی جس میں۔

(A) فیکلٹی کا ڈین؛

(B) محکمہ کا سربراہ؛ اور

(d) وائس چانسلر کا نامزد کردہ :

بشرطیکہ اگر ایک ہی شخص ڈین اور محکمہ کے سربراہ کے عہدوں پر فائز ہے تو سلیکشن کمیٹی وائس چانسلر کے دو نامزد افراد پر مشتمل ہو سکتی ہے :

بشرطیکہ موت یا کسی اور وجہ سے تدریسی عہدوں کی اچانک خالی آسامیوں کی صورت میں، ڈین، متعلقہ محکمہ کے سربراہ کی مشاورت سے، ایک ماہ کے لیے عارضی تقرری کر سکتا ہے اور اس طرح کی تقرری کے بارے میں وائس چانسلر اور رجسٹرار کو رپورٹ کر سکتا ہے۔

دفعہ 29 کا پڑھنا اس بات کی نشاندہی کرے گا کہ یونیورسٹی میں اساتذہ کی مستقل آسامیوں پر تمام تقرریاں قانون توضیعات کے مطابق سلیکشن کمیٹی کی سفارش پر ایگزیکٹو کونسل کے ذریعے کی جائیں گی۔ اس طرح کی آسامیوں کا باضابطہ طور پر اشتہار دیا جائے گا اور متعلقہ امیدواروں کو سلیکشن کمیٹی کے ذریعے نظر آنے کا موقع ملے گا سوائے ان صورتوں کے جہاں ایسی کمیٹی انٹرویو کے علاوہ کسی امیدوار کے معاملے پر غور کرنے کا فیصلہ کرتی ہے۔ اس طرح مقصد یہ ہے کہ تمام مستقل آسامیوں کو اشتہار کے ذریعے پر کیا جائے جس سے تمام اہل افراد کو باقاعدہ عمل میں سلیکشن کمیٹی کے ذریعے انتخاب کے لیے دعوی کرنے کا موقع ملے۔ اشوک کمار اور دیگر بنام چیئرمین، بی ایس آر بی اور دیگر [1996] 1 ایس سی سی 283 میں یہ عدالت درج ذیل ہے :

" آئین کے آرٹیکل 16 (1) کے ساتھ پڑھے جانے والے آرٹیکل 14 میں ہر شہری کو ریاست کے تحت اس عہدے پر تقرری کے لیے غور کا دعوی کرنے کا بنیادی حق حاصل ہے۔ لہذا، پیدا ہونے والی یا متوقع خالی آسامیوں کو مطلع کیا جانا چاہیے کہ تمام اہل امیدواروں سے درخواستیں طلب کی جائیں تاکہ ان کی اہلیت کے مطابق ان کے انتخاب پر غور کیا جا سکے۔ نوٹیفائیڈ خالی آسامیوں سے زیادہ امیدواروں کی بھرتی آئین کے آرٹیکل 16 (1) کے ساتھ پڑھے جانے والے آرٹیکل 14 کے تحت آئینی حق سے انکار اور محرومی ہے۔ اس لیے متعلقہ بورڈز کی جانب سے انتظار فہرست میں رکھے گئے افراد کی تقرری میں اپنایا گیا طریقہ کار، حالانکہ بعد میں بھرتی کے لیے مطلع کیے بغیر آسامیاں پیدا ہو گئی تھیں، غیر آئینی ہے۔ تاہم، چونکہ تقرریاں پہلے ہی کی جا چکی ہیں اور کسی کو بھی شامل نہیں کیا گیا ہے، اس لیے ہم ان معاملات میں مداخلت کرنے کے لیے مائل نہیں ہیں جو ان کی تقرریوں پر منفی اثر ڈال رہے ہیں۔ تاہم، اس کے بعد متعلقہ بورڈ کو موجودہ اور متوقع خالی آسامیوں کو مطلع کرنا چاہیے اور بھرتی بورڈ کو اشتہار شائع کرانا چاہیے اور متعلقہ بورڈوں کے ذریعے نوٹیفائیڈ خالی آسامیوں کے طریقہ کار کے مطابق بھرتی سختی سے کی جانی چاہیے لیکن انتخاب کے عمل کے دوران پیدا ہونے والی کسی بھی خالی آسامیوں پر نہیں۔

اس کا اعادہ یونین آف انڈیا بمقابلہ ایشور سنگھ کھتری ،[1992] ایس سی سی (ایل اینڈ ایس) 999 اور ریاست بہار بمقابلہ سیکریٹریٹ اسسٹنٹ کامیاب امتحانی یونین اے آئی آر (1994) ایس سی 736 میں کیا گیا۔ پریم سنگھ اینڈ دیگرز بمقابلہ ہریانہ اسٹیٹ الیکٹ، بورڈ اینڈ دیگرز جے ٹی (1996) 5 ایس سی 219 میں اس عدالت کے حالیہ فیصلے میں کہا گیا ہے کہ سلیکشن کمیٹی مزید اسامیوں کے لیے انتخاب نہیں کرسکتی اور نہ ہی ریزرو فہرست سے اسامیوں کو پُر کرسکتی ہے ۔ امیدوار اسامیوں کی تشہیر کی جانی چاہیے اور تمام امیدواروں کو موقع دیتے ہوئے ان کا انتخاب مناسب طریقے سے کیا جانا چاہیے۔ ڈاکٹر اوما کانت کے مقدمے میں (سپرا) ماہر وکیل کی طرف سے انحصار کیا گیا، مؤقف یہ تھا کہ راجستھان یونیورسٹی ٹیچرز اینڈ آفیسرز (سلیکشن فار اپوائنٹمنٹ) ایکٹ 1974 کا سیکشن خود مشتہر کردہ 50 فیصد عہدوں کی سلیکٹ لسٹ تیار کرنے کا اختیار دیتا ہے۔ تا کہ اگر کوئی منتخب امیدوار تقرری کے بعد اس عہدے پر شامل نہیں ہوتا ہے تو انتظام فہرست میں شامل امیدواروں کی تقرری کی جائے گی۔ فہرست چھ ماہ تک کارآمد رہے گی۔ اس میں، ڈاکٹر اوما کانت امیدواروں کی انتظار کی فہرست میں نمبر 1 تھے اور جب منتخب امیدواروں میں سے ایک بھی شامل نہیں ہوا، تو ان کا تقرر ہوا۔ جب ان کی تقرری کو چیلنج کیا گیا تو ہائی کورٹ نے تقرری کو ایک طرف رکھ دیا اور باقاعدہ انتخاب کی ہدایت کی۔ اس عدالت نے ہائی کورٹ کے موقف کو پلٹ دیا تھا کہ چونکہ دفعہ 6 یہ اختیار دیتا ہے، اس لیے ڈاکٹر اوما کانت کی تقرری ایکٹ کی دفعات کے مطابق تھی اور مشتہر کردہ 50 فیصد عہدوں کی سلیکٹ لسٹ کی تیاری کو درست قرار دیا گیا تھا۔ قانون میں۔ اس میں تناسب کا اس معاملے میں حقائق پر کوئی اطلاق نہیں ہے۔

یہ دیکھا گیا ہے کہ دفعہ 29 خود بھرتی اور اس پر عمل کرنے کے طریقہ کار کے لیے طاقت کا ایک ذریعہ ہے۔ یہاں تک کہ عارضی خالی آسامیوں کے حوالے سے دفعہ 29 (2) (اے) خود یہ طریقہ کار فراہم کرتی ہے کہ عارضی خالی آسامیوں کو اس سلسلے میں تشکیل شدہ کمیٹی کے ذریعے انتخاب کے ذریعے کیسے پر کیا جائے جیسا کہ اس میں تصور کیا گیا ہے۔ اس طرح مقننہ نے اس طریقہ کار کا اشارہ دیا ہے جس کے بذریعے عارضی عہدوں کو بھی پر کیا جاسکتا ہے اور اس کے تحت عارضی تقرریوں کو منظم کیا جاتا ہے۔

اس طرح مقصد انتخاب کے عمل میں سہولت اور افادیت کو ہموار کرنا ہوگا تا کہ منتخب امیدواروں کو اس کے تحت حاصل کردہ اپنے حقوق کا علم ہو۔ غیر ضروری طور پر طویل عرصے تک عہدوں پر رکھنے کے بعد عارضی امیدواروں کی تقرری تصدیق کی توقع پیدا کرتی ہے جس کا بعد میں دعوی کیا جاتا ہے؛ اگرچہ وہ کئی بار اپنے حق سے جھوٹے ہوتے ہیں۔ یہ دوسروں کے ساتھ مساوات کے حق سے انکار کا غیر ضروری احساس پیدا کرے گا اور امیدواروں کو واضح وجوہات کی بناء پر خدمت کی متحرک توقع میں رکھنے کے لیے اقربا پروری کا ایک ذریعہ ہوگا۔ ان حالات میں، عدالت عالیہ کے ڈویژن بنچ کی طرف سے لیا گیا نظریہ بالکل قانونی اور غیر معمولی ہے۔ اس میں مداخلت کی ضرورت نہیں ہے۔ یہاں تک کہ بعد میں کی گئی تقرریاں بھی عدالت عالیہ کے ڈویژن بنچ کے اعلامیے کے مطابق تھیں۔ ہمیں اس پر کوئی رائے ظاہر کرنے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ اس پر کوئی سوال نہیں اٹھایا گیا ہے، لیکن اسے وائس چانسلر کے ذریعے اختیارات کے استعمال کے جواز کی مثال کے طور پر نہیں لیا جائے گا۔

اس کے مطابق خصوصی اجازت کی درخواست کو مسترد کردیا جاتا ہے۔ یونیورسٹی کو ہدایت دی جاتی ہے کہ وہ اس حکم کی وصولی کی تاریخ سے چھ ماہ کی مدت کے اندر دفعہ 29 کے تحت مقرر کردہ طریقہ کار کے مطابق عارضی عہدوں کو بھی جلد از جلد پر کرے۔

آر۔پی۔

درخواست مسترد کردی گئی۔

Javeed Ahmed Geelani
2024.07.15 13:17
I am the author of this document